Allama Iqbal Open University AIOU BS Islamic Studies solved assignments no 1 Autumn 2025 Code 1907 Islamic Political System

سوال نمبر 1. علامہ اقبال کے سیاسی نظریات بیان کریں۔

علامہ اقبال کے سیاسی نظریات

علامہ محمد اقبال کے سیاسی نظریات برصغیر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی، تہذیبی تشخص، روحانی بیداری اور قومی آزادی کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ ان کے سیاسی افکار محض سیاست تک محدود نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر فلسفے کا حصہ ہیں جن میں فلسفۂ خودی، اسلامی تہذیب، قومیت، روحانی آزادی، اجتماعی تنظیم، اسلامی ریاست، اجتہاد، معاشرتی مساوات اور امتِ

مسلمہ کا اتحاد بنیادی اجزاء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اقبال کے نزدیک سیاست ایک اخلاقی و روحانی ذمہ داری ہے، نہ کہ طاقت یا اقتدار کا کھیل۔ ان کی سیاسی فکر جدید اور قدیم دونوں کے امتزاج سے وجود میں آئی اور اس نے مسلمانوں کے لیے نہ صرف فکری رہنمائی فراہم کی بلکہ عملی سیاسی سمت بھی متعین کی۔

1۔ فلسفۂ خودی اور اس کا سیاسی مفہوم

اقبال کے سیاسی نظریات کا بنیادی نقطہ خودی کا فلسفہ ہے۔ خودی فرد کی خود آگاہی، خود اعتمادی، آزادانہ فیصلہ سازی اور مقصدِ حیات کی پہچان کا نام ہے۔ اقبال کے نزدیک کوئی قوم اس وقت تک سیاسی طور پر آزاد نہیں ہوسکتی جب تک اس کے افراد کی خودی مضبوط نہ ہو۔ خودی کا سیاسی پہلو اس وقت واضح ہوتا ہے جب اقبال مسلمانوں کو غلامی سے نکالنے کے لیے انہیں اپنی اصل پہچان یاد دلاتے ہیں۔ ان کے مطابق سیاسی آزادی خودی کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو تعلیمی، اقتصادی، فکری اور روحانی خودمختاری کی طرف دعوت دی۔

2. اسلامی قومیت اور جداگانہ مسلم تشخص

اقبال کی سیاسی فکر کا دوسرا اہم ستون اسلامی قومیت ہے۔ وہ مغربی تصورِ قومیت کو محض نسل، زبان یا جغرافیے پر قائم سمجھتے ہیں، لیکن ان کے نزدیک مسلمان ایک ایسی روحانی تہذیبی وحدت ہیں جن کا تعلق مذہب، تاریخ، تہذیب اور مشترکہ اقدار سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان جہاں بھی ہوں، ایک ہی ملت کا حصہ ہیں۔ یہ نظریہ بعد میں دو قومی نظریہ کی فکری بنیاد بنا۔ اقبال نے واضح کیا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں، کیونکہ دونوں کے مذہبی، تہذیبی، سماجی اور اخلاقی اصول ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لہٰذا دونوں کا ایک سیاسی نظام میں رہنا مشکل ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں کے لیے علیحدہ سیاسی تشخص کا مطالبہ کیا۔

3. اسلامی ریاست کا تصور

اقبال سیاست کو مذہب سے جدا نہیں سمجھتے۔ ان کے مطابق اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے جس میں مذہبی، اخلاقی، معاشی اور سیاسی تمام پہلو شامل ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کے لیے صرف مذہبی آزادی کافی نہیں، بلکہ انہیں ایک ایسی ریاست کی ضرورت ہے جو اسلامی اصولوں پر قائم ہو۔ ایسی ریاست میں عدل، مساوات، اجتماعیت، خدمتِ خلق، روحانی تربیت اور اقتصادی انصاف بنیادی عناصر ہوں۔ اقبال نے ایسی حکومت کی حمایت کی جس میں عوام کی مرضی شامل ہو، حکمران جواب دہ ہوں اور قانون سازی قرآن و سنت کی روشنی میں کی جائے۔ ان کے نزدیک ایک اسلامی ریاست فرد کی آزادی کے ساتھ ساتھ اجتماعی فلاح کو بھی یقینی بناتی ہے۔

4۔ خطبۂ الہٰ آباد اور تصورِ پاکستان

اقبال کے سیاسی نظریات کا سب سے انقلابی پہلو ان کا تصورِ پاکستان ہے۔ انہوں نے 1930 کے خطبۂ الہٰ آباد میں پہلی بار واضح طور پر کہا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور انہیں شمال مغربی ہندوستان میں ایک الگ ریاست قائم کرنی چاہیے۔ ان کے نزدیک یہ ریاست مسلمانوں کی تہذیب، مذہب اور سیاسی آزادی کے لیے ضروری تھی۔ یہ تصور محض سیاسی نہیں تھا بلکہ اسلامی اصولوں کی بنیاد پر ایک آزاد، منظم اور خود مختار معاشرہ قائم کرنے کا

منصوبہ تھا۔ اقبال نے مسلمانوں کو بتایا کہ اگر وہ ایک آزاد وطن حاصل کریں تو وہ اسلامی معاشرت، عدل، رفاہِ عامہ اور روحانی ترقی کے اصولوں پر مبنی مثالی ریاست قائم کر سکتے ہیں۔

5. اجتہاد اور جدید اسلامی حکومت

اقبال کے نزدیک اسلام ایک جمود زدہ مذہب نہیں بلکہ ایک زندہ اور متحرک نظام ہے۔ اسی لیے وہ اجتہاد کے حامی تھے۔ ان کے مطابق بدلتے ہوئے حالات میں قانون سازی اور ریاستی امور کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے اجتہاد ضروری ہے۔ وہ پارلیمنٹ کو اجتہاد کا جدید ادارہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلامی ریاست میں جدید جمہوریت، عوام کی شمولیت، اجتماعی دانش اور مذہبی اصول ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ وہ ایسی حکومت چاہتے تھے جو نہ مغربی جمہوریت کی اندھی تقلید کرے اور نہ قدیم روایات کی سخت پیروی میں وقت کے تقاضوں کو نظرانداز کرے۔

6. امتِ مسلمہ کی وحدت

اقبال کی نظر میں دنیا بھر کے مسلمان ایک ہی روحانی نظام سے جڑے ہوئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو زبان، نسل، رنگ اور قومیت کی تفریق سے اوپر اٹھ کر اتحاد کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک امتِ مسلمہ کی زبوں حالی کی اصل وجہ تفرقہ اور انتشار ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب تک مسلمان ایک امت بن کر نہ سوچیں، وہ نہ سیاسی طور پر ترقی کر سکتے ہیں اور نہ عالمی سطح پر اپنی قوت دکھا سکتے ہیں۔ ان کی شاعری میں جا بجا امتِ مسلمہ کی حالتِ زار پر گہری فکر اور اتحاد کی دعوت ملتی ہے۔

7. نوجوانوں کی سیاسی تربیت

اقبال کے نزدیک قوموں کا مستقبل ان کے نوجوانوں پر منحصر ہوتا ہے۔ وہ نوجوانوں کو شاہین کا استعارہ دے کر انہیں بلندی، عزتِ نفس، حوصلے اور غیرت پر ابھارتے ہیں۔ اقبال نوجوانوں کو غلامی سے نکال کر قیادت کی طرف لانا چاہتے ہیں، اس لیے ان کی سیاست کا ایک اہم پہلو نوجوانوں کی تربیت ہے۔ وہ نوجوان نسل کو روایتی جمود سے نکال کر سوچنے، محنت کرنے، جدید علوم حاصل کرنے اور قیادت کا فریضہ نبھانے کے لیے تیار کرتے ہیں۔

8. مغربی سیاسی نظریات پر تنقید

اقبال نے مغربی سیاسی نظریات جیسے لبرل ازم، قوم پرستی، اشتراکیت اور سرمایہ داری کا گہرا مطالعہ کیا۔ وہ ان نظریات کی خوبیوں کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کی خامیوں پر بھی تنقید کرتے ہیں۔ ان کے مطابق مغربی نظام میں روحانیت کا فقدان ہے، سرمایہ داری استحصال کو جنم دیتی ہے، قوم پرستی انسانیت کو تقسیم کرتی ہے اور اشتراکیت اخلاقی بنیادوں سے خالی ہے۔ اقبال اسلام کو ان تمام نظریات کا متوازن حل سمجھتے ہیں کیونکہ اس میں فرد اور اجتماع، روحانیت اور مادیت، آزادی اور قانون، سب کا حسین امتزاج موجود ہے۔

9. سیاسی آزادی اور غلامی سے نجات

اقبال ہر قسم کی سیاسی غلامی کے خلاف تھے۔ ان کے نزدیک غلام قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ وہ مسلمانوں کو بار بار یاد دلاتے ہیں کہ آزادی صرف سیاسی نہیں بلکہ فکری، تہذیبی اور روحانی بھی ہونی چاہیے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مغربی استعمار نے مسلمانوں کی خودی کو کمزور کیا، لیکن اگر مسلمان

اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں تو وہ اپنے سیاسی مستقبل کو محفوظ بنا سکتے ہیں۔

10. عدل، مساوات اور عوامی حکومت

اقبال کے نزدیک ایک مثالی اسلامی حکومت وہ ہے جو عدل اور مساوات پر قائم ہو۔ وہ حاکم کو قوم کا خادم سمجھتے ہیں، اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حکمرانی عوام کی امانت ہے۔ وہ آمریت، بادشاہت اور جبر کے خلاف تھے۔ ان کی نگاہ میں وہی حکومت کامیاب ہے جو قانون کے سامنے سب کو برابر رکھے اور عوام کی فلاح و بہبود کو اولین ترجیح دے۔

11. اقبال کی سیاست کا مجموعی جائزہ

اقبال کے سیاسی نظریات مجموعی طور پر ایک ہمہ گیر فکری نظام ہیں جن میں روحانیت، اخلاقیات، سیاست، معاشرت، معاشیات اور تہذیب سب شامل ہیں۔ وہ سیاست کو محض طاقت کا کھیل نہیں سمجھتے تھے بلکہ فرد اور قوم کی تربیت کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔ ان کا مقصد مسلمانوں کو ان کی کھوئی ہوئی عظمت

واپس دلانا، انہیں آزاد کرانا، اور ایک ایسا سیاسی نظام قائم کرنا تھا جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو۔ انہی نظریات نے بعد میں تحریک پاکستان کی فکری سمت مقرر کی۔

نتیجہ

اقبال کے سیاسی نظریات دراصل مسلمانانِ برصغیر کے لیے ایک عظیم فکری مشعلِ راہ تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو نہ صرف بیداری کی طرف راغب کیا بلکہ انہیں ایک الگ سیاسی تشخص اور ایک آزاد ریاست کی ضرورت سے بھی آگاہ کیا۔ ان کی سیاسی فکر نے تحریک پاکستان کو نظریاتی بنیاد فراہم کی اور مسلمان قوم کو ایک عظیم مقصد کے لیے یکجا کیا۔ اقبال کے سیاسی نظریات آج بھی اسلامی ریاست کے تصور، سیاسی آزادی، قومی تعمیر اور امتِ مسلمہ کے اتحاد کے لیے ایک رہنما اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سوال نمبر *2*۔ کیپیٹل ازم کا فلسفہ بیان کریں۔

تعارف

کیپیٹل ازم *(Capitalism)* جدید دنیا کا ایک بنیادی معاشی و سماجی فلسفہ ہے جس کی جڑیں یورپ کی صنعتی ترقی، تجارتی وسعت، اور سیاسی تبدیلیوں میں ملتی ہیں۔ اس نظام کی بنیاد نجی ملکیت، منافع کا حصول، مقابلہ بازی، منڈی کی آزادی اور فرد کی معاشی آزادی پر ہے۔ کیپیٹل ازم ریاست کے کم سے کم کردار، فرد کے زیادہ سے زیادہ معاشی اختیارات، اور منڈی کی قوتوں کے

ذریعے وسائل کی تقسیم پر یقین رکھتا ہے۔ اس فلسفے نے دنیا کی سیاست، معیشت، صنعتوں اور معاشرتی ڈھانچوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔

کیپیٹل ازم کے بنیادی اصول

1. نجی ملکیت کا اصول *(Private Ownership)*

کیپیٹل ازم میں زمین، صنعت، سرمائے اور وسائل کی ملکیت افراد یا نجی اداروں کے پاس ہوتی ہے۔ انہیں اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی ملکیت کو اپنی مرضی سے استعمال کریں، خریدیں، بیچیں یا اس سے منافع حاصل کریں۔ نجی ملکیت کا یہ تصور فرد کو معاشی خود مختاری دیتا ہے اور سرمایہ کاری کی تحریک پیدا کرتا ہے۔

2. منڈی کی آزادی *(Free Market Economy)*

کیپیٹل ازم کا سب سے اہم پہلو آزاد منڈی ہے جہاں قیمتیں، پیداواری فیصلے اور سرمایہ کاری کی سمتیں منڈی کی ڈیمانڈ اور سپلائی کے تحت طے ہوتی ہیں۔ حکومت ان معاملات میں کم سے کم مداخلت کرتی ہے۔ آزاد منڈی میں کاروبار

کرنے والے اداروں کو مقابلے کا سامنا ہوتا ہے جو معیار کی بہتری اور جدت کو فروغ دیتا ہے۔

3. منافع کا محرک (Profit Motive)

اس نظام میں منافع کاروبار اور معاشی سرگرمی کی بنیادی قوت ہے۔ ہر فرد اپنی محنت، سرمایہ، یا وسائل کو استعمال کر کے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کی کوشش کرتا ہے۔ منافع کی یہ خواہش نئی صنعتوں، ٹیکنالوجی، ایجاد اور معاشی ترقی میں اضافہ کرتی ہے۔

4. مسابقت کا نظام (Competition)

کیپیٹل ازم میں ادارے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلے میں ہوتے ہیں۔ یہی مقابلہ معیار، سستے دام، بہتر پیداوار اور جدیدیت کو فروغ دیتا ہے۔ غیر ضروری اور ناقص کاروبار خود بخود ختم ہو جاتے ہیں جبکہ بہتر خدمات فراہم کرنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔

5. محدود حکومتی مداخلت (Limited Government Intervention)

اس فلسفے کے مطابق ریاست کا کردار صرف قانون سازی، تحفظِ ملکیت، امن

و امان، اور بنیادی انفراسٹرکچر کی فراہمی تک محدود ہونا چاہیے۔ حکومت کا معاشی سرگرمیوں میں براہ راست شامل ہونا کیپیٹل ازم کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔

6. صارف کا اختیار (Consumer Sovereignty)

کیپیٹل ازم میں صارف بادشاہ ہوتا ہے۔ وہ اپنی پسند، معیار اور قیمت کے مطابق فیصلہ کرتا ہے کہ کیا خریدے۔ یوں منڈی میں وہی چیزیں اور خدمات زندہ رہتی ہیں جنہیں عوام خریدنے کو تیار ہوں۔

کیپیٹل ازم کا تاریخی پس منظر

1. یورپ کی نشاۃ ثانیہ (Renaissance)

پندرھویں صدی میں یورپ میں سائنسی ترقی، نئی فکر، اور تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔ اس دور میں فرد کی آزادی اور نجی ملکیت کے نظریات ابھر کر سامنے آئے جو بعد میں کیپیٹل ازم کی بنیاد بنے۔

2. تجارتی انقلاب (Commercial Revolution)

سولہویں اور سترھویں صدی میں عالمی تجارت میں وسعت آئی۔ یورپی ریاستوں

نے نوآبادیات قائم کیں، سونے چاندی کی آمد بڑھی، جس نے سرمایہ اور تجارت کو نئی بلندیوں تک پہنچایا۔ اس عرصے میں سرمایہ دار طبقات وجود میں آئے۔

3. صنعتی انقلاب *(Industrial Revolution)*

اٹھارہویں صدی میں برطانیہ میں صنعتی انقلاب نے کیپیٹل ازم کو مضبوط ترین شکل دی۔ مشینری، فیکٹری سسٹم، ریلوے، کوئلے اور بھاپ کی طاقت نے کارخانوں کو فروغ دیا۔ نجی سرمایہ داروں نے صنعتوں کو وسعت دی اور منافع معاشی سرگرمیوں کا بنیادی عنصر بن گیا۔

4. کلاسیکی معاشی نظریات

ایڈم اسمتھ، ڈیوڈ ریکارڈو، اور جان سٹورٹ مل جیسے مفکرین نے کیپیٹل ازم کے اصولوں کو نظریاتی بنیادیں فراہم کیں۔ ایڈم اسمتھ نے ”نظر نہ آنے والے ہاتھ“ *(Invisible Hand)* کا تصور پیش کیا جس کے مطابق آزاد منڈی خود بخود معیشت کو توازن میں رکھتی ہے۔

کیپیٹل ازم کے فوائد

1. معاشی ترقی اور خوشحالی

کیپیٹل ازم میں جدت، مشینی پیداوار، اور سرمایہ کاری کی وجہ سے معاشی ترقی تیز ہوتی ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں زیادہ تر یہ نظام رائج ہے۔

2. فرد کو معاشی آزادی

فرد اپنی کمائی اور کاروبار پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ وہ اپنی پسند کا پیشہ، سرمایہ کاری اور کاروباری راستہ چن سکتا ہے۔

3. اختراع اور ٹیکنالوجی میں ترقی

منافع کی خواہش نئی ایجادات، سائنسی ترقی، اور صنعتی جدت کا باعث بنتی ہے۔

4. مقابلہ بازی کے باعث معیار کی بہتری

چونکہ کاروبار ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں، اس لیے صارف کو بہتر معیار سستے داموں ملتا ہے۔

کیپیٹل ازم کے نقصانات

1. معاشی نابرابری

اس نظام میں امیر مزید امیر اور غریب مزید غریب ہوتا ہے۔ سرمایہ دار طبقہ وسائل پر قابض ہو جاتا ہے۔

2. استحصال اور مزدوروں کے مسائل

منافع کی دوڑ میں مزدوروں کو کم اجرت ملتی ہے جبکہ سرمایہ دار بڑے منافع کماتے ہیں۔

3. معاشرتی بے حسی

فردیت اور معاشی ذاتی مفاد کے باعث معاشرہ اجتماعی ذمہ داریوں سے دور ہو جاتا ہے۔

4. معاشی بحران

آزاد منڈی کے باعث کساد بازاری، افراطِ زر اور معاشی بحرانوں کے امکانات ہمیشہ رہتے ہیں۔

5. ارتکازِ دولت

سرمایہ چند ہاتھوں میں جمع ہو جاتا ہے جس سے سیاسی اور معاشی طاقت کا عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔

کیپیٹل ازم کے بڑے مفکرین

ایڈم اسمتھ: آزاد منڈی اور نجی ملکیت کے سب سے بڑے حامی

کارل مارکس: کیپیٹل ازم کے سخت ترین ناقد، جنہوں نے اسے استحصالی نظام قرار دیا

میلتن فریڈمین: جدید آزاد منڈی اور لبرل معیشت کا حامی

کیپیٹل ازم کی اقسام

1. لبرل کیپیٹل ازم

بہت کم حکومتی مداخلت، جیسے امریکہ۔

2. ریاستی سرمایہ داری

ریاست بھی کاروبار کرتی ہے جیسے چین۔

3. ویلفیئر کیپیٹل ازم

سرمایہ داری کے ساتھ سماجی بہبود کا نظام—سویڈن، ناروے، ڈنمارک۔

کیپیٹل ازم اور جدید دنیا

جدید ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ کمپنیوں، ملٹی نیشنل اداروں اور عالمی تجارت میں کیپیٹل ازم کا نمایاں کردار ہے۔ گوگل، ایپل، مائیکروسافٹ، ٹیسلا جیسی کمپنیاں اسی نظام کی پیداوار ہیں۔ جدید مالیاتی ادارے، بنکنگ سسٹم، اسٹاک مارکیٹ، عالمی سرمایہ کاری اور ای کامرس سب سرمایہ دارانہ سوچ کی توسیع ہے۔

کیپیٹل ازم پر تنقید

ماضی کے مفکرین سے لے کر آج کے معاشی ماہرین تک کیپیٹل ازم پر کئی اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں:

یہ انسانی مساوات کو ختم کرتا ہے، معاشرتی اور اخلاقی اقدار کو کمزور کرتا ہے، دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز کرتا ہے، اور استحصال کو فروغ دیتا ہے۔

کیپیٹل ازم کا عالمی مستقبل

آج دنیا میں مکمل سوشلسٹ یا مکمل کیپیٹل اسٹ نظام موجود نہیں۔ زیادہ تر ممالک ”مخلوط معیشت“ پر چل رہے ہیں جہاں سرمایہ داری کے ساتھ سماجی تحفظ کے عناصر شامل کیے جاتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق مستقبل میں سرمایہ داری ٹیکنالوجی اور عالمی تجارت سے مزید مضبوط ہو گی، لیکن اس کے ساتھ زیادہ اخلاقی، ماحول دوست اور انسانی تقاضوں کے مطابق اصلاحات ناگزیر ہوں گی۔

نتیجہ

کیپیٹل ازم ایک طاقتور معاشی فلسفہ ہے جس نے دنیا کو جدید ترین معاشی ترقی، ٹیکنالوجی اور صنعتی انقلاب دیا۔ تاہم اس کے اندر معاشرتی عدم مساوات، استحصال اور دولت کے ارتکاز جیسے مسائل بھی موجود ہیں۔ اس کا حل ایک متوازن، منصفانہ اور اصولی سرمایہ دارانہ نظام میں ہے جو فرد کی آزادی کے ساتھ سماجی انصاف کو بھی یقینی بنائے۔

سوال نمبر 3 اسلامی ریاست میں شہریوں کے حقوق بیان کریں۔

اسلامی ریاست اور شہریوں کے حقوق

اسلامی ریاست ایک ایسا نظام حکومت ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور قرآن و سنت کی بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے۔ اس میں حکمران اور شہری دونوں کو اخلاقی، روحانی اور قانونی ذمہ داریاں دی گئی ہیں۔ شہریوں کے حقوق اسلامی ریاست میں بنیادی انسانی، سیاسی، سماجی اور معاشی اصولوں پر قائم ہیں۔ یہ حقوق نہ صرف فرد کی آزادی اور تحفظ کو یقینی بناتے ہیں بلکہ سماجی انصاف، مساوات

اور اخلاقی اقدار کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں شہریوں کے حقوق کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ حقِ حیات (Right to Life)

اسلامی ریاست میں ہر شہری کی زندگی مقدس ہے۔ قرآن و سنت میں قتل، زبردستی یا ظلم سے زندگی چھیننے کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ریاست شہری کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور کسی بھی صورت میں غیر قانونی قتل یا تشدد کی اجازت نہیں دیتی۔ اس حق کا مطلب یہ ہے کہ شہری اپنی جان کی حفاظت میں محفوظ ہیں اور حکومتی یا غیر حکومتی عناصر سے کسی بھی نقصان سے بچانے کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے۔

2۔ حقِ آزادی (Right to Freedom)

اسلامی ریاست شہری کو اپنی رائے، عقیدہ، عبادت، تعلیم، اور انتخاب کے معاملات میں آزادی دیتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: "لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ" یعنی دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ شہری اپنے عقائد، تعلیم، اور روزمرہ کے

معاملات میں آزاد ہیں بشرطیکہ وہ قانون اور اخلاقیات کے دائرے میں رہیں۔ آزادی کے اس تصور میں یہ بھی شامل ہے کہ شہری اپنی پیشہ ورانہ اور معاشی سرگرمی آزادانہ انجام دے سکتے ہیں۔

3۔ حقِ مساوات (Right to Equality)

اسلامی ریاست میں تمام شہری قانون کے سامنے برابر ہیں۔ نسل، رنگ، زبان، قومیت یا دولت کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہیں۔ عدل و انصاف کا نظام اس اصول پر قائم ہوتا ہے کہ ہر شہری کو قانون کی نظر میں مساوی مقام حاصل ہو۔ شہریوں کو مساوی مواقع فراہم کیے جاتے ہیں تاکہ ہر فرد اپنی صلاحیت کے مطابق معاشرتی و اقتصادی ترقی کر سکے۔

4۔ حقِ انصاف اور عدل (Right to Justice)

اسلامی ریاست میں عدل و انصاف بنیادی ستون ہے۔ شہری کا حق ہے کہ ان کے ساتھ ہر قسم کی قانونی کارروائی میں انصاف ہو، جھوٹے الزامات سے بچاؤ ہو اور قانونی چارہ جوئی آسان اور شفاف ہو۔ قرآن میں فرمایا گیا: "اِقِیمُوا الْحَقَّ وَلَوْ

عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ" یعنی حق قائم کرو، چاہے اپنے مخالف یا اپنے حق میں ہو۔ شہری ہر قسم کے غیر منصفانہ فیصلوں سے محفوظ ہیں اور ریاست کی ذمہ داری ہے کہ عدالتی نظام شفاف اور غیر جانبدار ہو۔

5. حقِ تعلیم (Right to Education)

اسلامی ریاست شہریوں کو تعلیم حاصل کرنے کا حق دیتی ہے۔ تعلیم ہر فرد کا بنیادی حق ہے تاکہ وہ اپنے ذاتی، سماجی اور معاشی مسائل کو حل کر سکے۔ قرآن و سنت میں تعلیم کی اہمیت واضح کی گئی ہے اور ریاست کی ذمہ داری ہے کہ عوام تک تعلیمی وسائل پہنچائے اور ہر شہری کو علم حاصل کرنے کے برابر مواقع فراہم کرے۔ تعلیم کے ذریعے شہری اپنی صلاحیتوں کو نکھار سکتے ہیں اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔

6. حقِ ملکیت اور اقتصادی حقوق (Right to Property and Economic Rights)

اسلامی ریاست شہری کے مال و ملکیت کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے۔ کسی کے مال یا زمین پر غیر قانونی قبضہ یا ظلم سے حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے۔ شہری کو محنت اور کاروبار کے ذریعے کمائی کرنے کا حق حاصل ہے اور زکوۃ، صدقات اور دیگر شریعت کے اصولوں کے مطابق دولت کی تقسیم کو یقینی بنایا جاتا ہے تاکہ سماجی انصاف قائم ہو۔ یہ حق اقتصادی آزادی، سرمایہ کاری، کاروبار، اور دولت کے تحفظ کو شامل کرتا ہے۔

7. حقِ عزت اور وقار *(Right to Dignity)*

اسلامی ریاست ہر شہری کی عزت اور وقار کی حفاظت کرتی ہے۔ بے عزتی، ہتکِ حرمت، ذاتی توہین یا بے جا تنقید منع ہے۔ شہری کا حق ہے کہ وہ معاشرتی اور اخلاقی لحاظ سے محفوظ ماحول میں زندگی گزارے۔ قرآن و سنت میں انسانی وقار کی حفاظت کو اہم قرار دیا گیا ہے، اور ریاست کی ذمہ داری ہے کہ شہری کی ذاتی زندگی میں مداخلت غیر ضروری نہ ہو۔

8. حقِ سیاسی شرکت (Right to Political Participation)

اسلامی ریاست میں شہری کو اپنی رائے دینے، حکومتی امور میں شمولیت، اور منتخب نمائندے چننے کا حق حاصل ہے۔ شہری اپنی سیاسی رائے کے اظہار میں آزاد ہیں اور حکومت کا کام یہ ہے کہ ہر فرد کی رائے کا احترام کرے۔ مشورہ اور شوریٰ کے اصول پر عمل کرتے ہوئے شہری حکومت کے فیصلوں میں حصہ لے سکتے ہیں، اور یہ حق سیاسی جمہوریت اور معاشرتی شمولیت کو یقینی بناتا ہے۔

9. حقِ تحفظ اور سلامتی (Right to Security)

اسلامی ریاست شہریوں کی جسمانی، معاشی اور اخلاقی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ شہری کو ہر طرح کے جرم، فساد، دہشت گردی، یا بیرونی خطرات سے بچانے کی ضمانت حاصل ہے۔ ریاست اپنے قانونی اداروں کے ذریعے تحفظ فراہم کرتی ہے اور شہری کو محفوظ معاشرتی ماحول مہیا کرتی ہے۔

10. حقِ مذہبی آزادی (Right to Religious Freedom)

اسلامی ریاست میں شہری اپنے مذہب، عبادت اور عقائد کی آزادی رکھتے ہیں۔ کسی پر مذہبی زبردستی یا دھمکی نہیں دی جاتی۔ اس حق کے تحت ہر فرد اپنی عبادت، نماز، روزہ، حج، اور دیگر مذہبی فرائض آزادی سے انجام دے سکتا ہے، اور ریاست اس کی حفاظت کرے گی۔

11. حقِ صحت و طبی سہولتیں (Right to Health and Medical Facilities)

اسلامی ریاست شہریوں کو صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔ ہر فرد کو مناسب طبی سہولت، صفائی، اور صحت مند زندگی گزارنے کے مواقع دیے جاتے ہیں۔ ریاست کو ہدایت ہے کہ صحت کے بنیادی حقوق کی فراہمی یقینی بنائے تاکہ ہر شہری جسمانی اور ذہنی طور پر محفوظ اور فعال رہے۔

12. حقِ مساوی مواقع (Right to Equal Opportunities)

اسلامی ریاست میں شہریوں کو تعلیم، کام، کاروبار، اور ترقی کے مواقع مساوی طور پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ کسی کو جنس، نسل، قوم، یا سماجی حیثیت کی بنیاد پر محروم نہیں کیا جاتا۔ شہری اپنی محنت اور قابلیت کے مطابق ترقی کر سکتے ہیں اور ریاست یہ یقینی بناتی ہے کہ ہر فرد کو اپنے حقوق میں برابری حاصل ہو۔

13. حقِ آزادیِ رائے و اظہار (Right to Freedom of Speech)

اسلامی ریاست شہریوں کو اپنی رائے کے اظہار کا حق دیتی ہے بشرطیکہ وہ اخلاق اور شریعت کے دائرے میں ہو۔ شہری اپنے خیالات، مشورے، اور تنقید کا آزادانہ اظہار کر سکتے ہیں۔ یہ حق سماجی ترقی، حکومت کی اصلاح، اور عوامی شمولیت کے لیے ضروری ہے۔

14. حقِ مساوی انصاف اور عدالتی تحفظ (Right to Legal Protection)

ہر شہری کو قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہے۔ ریاست شہری کو غیر قانونی گرفتاری، ظلم، یا استحصال سے بچانے کے لیے مضبوط عدالتی نظام فراہم کرتی ہے۔ شہری عدلیہ تک براہِ راست رسائی حاصل رکھتے ہیں تاکہ ان کے حقوق کا تحفظ ہو اور غیر منصفانہ اقدامات کو روکا جا سکے۔

نتیجہ

اسلامی ریاست شہری کے حقوق کو بنیادی ستون کے طور پر دیکھتی ہے۔ ان میں حقِ حیات، آزادی، مساوات، انصاف، تعلیم، مذہبی آزادی، اقتصادی حقوق، تحفظ اور وقار شامل ہیں۔ ریاست شہری کی زندگی میں مداخلت کو محدود کرتی ہے لیکن ان کے بنیادی حقوق کی حفاظت کو اولین ترجیح دیتی ہے۔ اسلامی ریاست کا یہ نظام فرد اور قوم دونوں کی ترقی اور خوشحالی کے لیے متوازن، اخلاقی، اور شفاف ماحول فراہم کرتا ہے۔

سوال نمبر 4۔ 1973 کے آئین کی اسلامی دفعات بیان کریں۔

1973 کے آئین کی اسلامی دفعات

پاکستان کا 1973ء کا آئین ایک ایسا دستاویز ہے جو اسلامی اصولوں، جمہوری اقدار اور وفاقی نظام کے امتزاج پر مبنی ہے۔ اس آئین نے پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا اور اس میں اسلامی شریعت، فقہ، اور اسلامی اقدار کی بنیاد پر قوانین اور نظام حکومت کے لیے شقیں شامل کی گئیں۔ آئین کی اسلامی دفعات شہریوں کے حقوق، قانونِ اساسی، ریاست کی ذمہ داری، اور عدالتی نظام میں شریعت کے نفاذ کو یقینی بناتی ہیں۔ ذیل میں ان دفعات کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

1. پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دینا

آئین کے آرٹیکل *1* میں واضح کیا گیا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ریاست کے تمام قوانین اور نظام حکومت اسلامی اصولوں کے مطابق ہوں اور عوام کی مرضی اور جمہوری طریقہ کار کے تحت چلیں۔ ریاست کا مقصد اسلامی اقدار کے مطابق معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی نظام قائم کرنا ہے۔

2۔ شریعت کی بالادستی *(Supremacy of Islamic Law)*

آئین کے آرٹیکل *227* کے مطابق کوئی قانون شریعت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ ہر قانون، رجسٹرڈ قانون سازی، یا آئینی حکم شریعت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ عدالتیں اس بات کی نگرانی کرتی ہیں کہ کسی بھی قانون یا حکومتی فیصلہ میں اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اس شق کے تحت عدالتیں کسی بھی قانونی تنازعے میں اسلامی احکام کو بنیادی حوالہ کے طور پر دیکھتی ہیں۔

3۔ اسلامی نظریہ پاکستان *(Islamic Ideology of Pakistan)*

آئین کے آرٹیکل 31 اور 32 میں پاکستان کو اسلامی معاشرتی اقدار کی بنیاد پر ترقی پذیر ملک قرار دیا گیا ہے۔ ریاست کا مقصد مسلمانوں کے اسلامی اصولوں پر مبنی اخلاقی، اقتصادی، اور معاشرتی نظام قائم کرنا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور قرآن و سنت کے مطابق معاشرتی اصلاحات اور فلاحی اقدامات کرنے کی ذمہ داری ریاست پر عائد کی گئی ہے۔

4. کونسلِ علماء (Council of Islamic Ideology)

آئین کے آرٹیکل 228 کے مطابق ایک ادارہ "کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی" قائم کیا گیا ہے جو پارلیمنٹ اور حکومت کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ قوانین شریعت کے مطابق ہوں۔ کونسل قوانین کے اسلامی تقاضوں، معاشرتی انصاف، اور مذہبی اصولوں کی روشنی میں مشورے فراہم کرتی ہے تاکہ ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ ممکن ہو۔

5. فقہِ اسلامی کی بنیاد پر قانون سازی

آئین میں شریعت کی بنیاد پر قانون سازی کی واضح ہدایت دی گئی ہے۔ عدالتیں اور پارلیمنٹ اسلامی فقہ کے اصولوں کے مطابق قوانین بنائیں اور غیر اسلامی عناصر کو ختم کریں۔ یہ دفعات معاشرتی عدل، مساوات، اور اخلاقیات کو یقینی بناتی ہیں۔

6. مسلمانوں کے لیے فلاحی و معاشرتی حقوق

آئین کے تحت ریاست مسلمانوں کے مذہبی، اقتصادی اور سماجی فلاح کے لیے اقدامات کرے۔ آرٹیکل *38* میں کہا گیا ہے کہ ریاست عوام کے فلاحی منصوبے، غربت کا خاتمہ، تعلیم و صحت کی سہولتیں، اور اسلامی اخلاقیات کی تربیت فراہم کرے۔ اس سے اسلامی معاشرت کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔

7. عدالتی نظام اور شریعت کے مطابق فیصلے

آئین کے آرٹیکل *203B* اور *203D* کے تحت عدلیہ میں اسلامی عدالتیں قائم کی گئی ہیں جو قانونی مسائل اور معاملات میں شریعت کو بنیادی معیار کے طور پر

استعمال کرتی ہیں۔ عدالتیں اس بات کی نگرانی کرتی ہیں کہ شہریوں کے حقوق اور قوانین اسلامی احکام کے مطابق ہوں۔

8. عوام کی عبادت اور مذہبی آزادی

آئین کے آرٹیکل 20 کے مطابق ہر شہری کو اپنی عبادت، مذہب، اور عقائد کی آزادی حاصل ہے۔ ریاست شہری کی مذہبی سرگرمیوں میں مداخلت نہیں کرتی اور ہر شخص کو قرآن و سنت کے مطابق عبادت کا حق دیا جاتا ہے۔ اسلامی دفعات کے تحت ریاست مذہبی تعلیم اور اخلاقی تربیت کو فروغ دیتی ہے۔

9. اسلامی قوانین اور معاشرتی اصول

آئین میں کئی شقیں اسلامی معاشرتی اصولوں جیسے صداقت، عدل، مساوات، خیرات، اور اخلاقیات کی حفاظت کرتی ہیں۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر شہری اسلامی قوانین کے مطابق زندگی گزارے اور معاشرتی اصولوں کی پاسداری ہو۔ یہ دفعات غربت، ظلم، اور سماجی ناانصافی کے خاتمے میں مددگار ہیں۔

10. معاشرتی عدل اور مساوات

آئین کے آرٹیکل 37 اور 38 میں کہا گیا ہے کہ ریاست معاشرتی عدل، مساوات، اور عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنائے۔ شہریوں کے درمیان امتیاز ختم کیا جائے اور ہر فرد کو تعلیم، صحت، روزگار اور معیشتی ترقی کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ یہ اصول اسلامی معاشرت کی بنیاد پر تعمیر کیے گئے ہیں۔

11. ریاستی ذمہ داری اور اسلامی معاشی اصول

آئین اسلامی معاشی نظام کی پیروی کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ سود کی ممانعت، زکوۃ اور خیرات کی ترغیب، اقتصادی انصاف، غربت کا خاتمہ، اور وسائل کی منصفانہ تقسیم اسلامی اصولوں کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ آرٹیکل 41 اور 53 میں حکومتی ذمہ داریوں کا ذکر ہے کہ ریاست عوام کی فلاح اور معاشی ترقی کے لیے اقدامات کرے۔

12. وفاق اور صوبوں میں شریعت کا نفاذ

آئین کے تحت وفاق اور صوبائی حکومتیں اسلامی قوانین کے مطابق کام کرتی ہیں۔ ہر صوبہ اور وفاقی ادارہ قوانین کے اسلامی تقاضوں کے مطابق تیار اور نافذ کرے تاکہ ملک بھر میں شریعت کی یکسانیت برقرار رہے۔

13۔ پاکستان کو اسلامی معاشرت کے لیے نمونہ بنانا

آئین کی اسلامی دفعات کا مقصد پاکستان کو ایک ایسا ملک بنانا ہے جہاں اسلامی تعلیمات، اخلاقیات، عدل، مساوات اور معاشرتی فلاح کی بنیاد پر حکومت اور عوامی زندگی چلیں۔ یہ دفعات نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ بین الاقوامی سطح پر اسلامی معاشرت کے ماڈل کے طور پر پاکستان کو پیش کرتی ہیں۔

نتیجہ

1973 کے آئین کی اسلامی دفعات پاکستان کے سیاسی، معاشرتی اور قانونی نظام کی بنیاد ہیں۔ یہ دفعات شریعت کی بالادستی، عدل و انصاف، مساوات، عوام کی آزادی، مذہبی حقوق، اور معاشرتی فلاح کو یقینی بناتی ہیں۔ آئین کی یہ شقیں

پاکستان کو ایک اسلامی جمہوریہ کے طور پر مستحکم کرتی ہیں اور شہریوں کے حقوق، قانونی تحفظ اور اخلاقی ذمہ داریوں کی ضمانت فراہم کرتی ہیں۔

سوال نمبر 5 آئین کی اسلامیت کے متعلق علماء کے بائیس نکات بیان کریں۔

1۔ پاکستان کا بنیادی مقصد اسلام کی سربلندی اور عملی نفاذ ہے۔

پاکستان کے قیام کا مقصد ایک ایسا اسلامی معاشرہ قائم کرنا تھا جو قرآن و سنت کے اصولوں پر قائم ہو۔

2۔ پاکستان اسلامی جمہوریہ کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔

1973 کے آئین کے مطابق پاکستان ایک جمہوری اور اسلامی ریاست ہے۔

3۔ شریعت کی بالادستی آئین کی بنیادی شرط ہے۔

آئین میں واضح ہے کہ کوئی قانون شریعت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

4۔ کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کی تشکیل ضروری ہے۔

یہ کونسل پارلیمنٹ اور حکومت کو اسلامی قوانین کے نفاذ کے بارے میں مشورہ دیتی ہے۔

5. آئین میں قوانین کی شریعت سے مطابقت شرط ہے۔

تمام قوانین اور ضوابط شریعت کے مطابق بنائے جائیں۔

6. عدلیہ اسلامی اصولوں پر مبنی فیصلے کرے گی۔

عدالتیں شریعت کو معیار کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔

7. شہریوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت ضروری ہے۔

ہر شہری کو عبادت اور عقیدہ کی آزادی حاصل ہے۔

8. حکومت کا مقصد عوام کی فلاح اور اسلامی اقدار کی حفاظت ہے۔

ریاست عوام کی تربیت، اخلاقیات، اور معاشرتی بہبود کو یقینی بنائے۔

9. معاشرتی عدل اور مساوات کو فروغ دینا لازمی ہے۔

غربت، ظلم، اور معاشرتی نابرابری ختم کرنے کے اقدامات شامل ہیں۔

10. سود کی ممانعت اور اقتصادی انصاف لازمی ہے۔

اسلامی اصولوں کے مطابق مالی اور اقتصادی معاملات کیے جائیں۔

11. زکوۃ، صدقات اور خیرات کے نظام کو نافذ کیا جائے۔

معاشرتی فلاح کے لیے دولت کی منصفانہ تقسیم ضروری ہے۔

12. وفاق اور صوبوں میں شریعت کے نفاذ کا اہتمام ہونا چاہیے۔

ہر سطح پر قوانین شریعت کے مطابق نافذ ہوں۔

13. تعلیمی نظام اسلامی اصولوں کے مطابق بنایا جائے۔

تعلیم میں اسلامی اقدار اور اخلاقی تربیت شامل ہونی چاہیے۔

14. عدالتی نظام شفاف اور اسلامی عدل پر مبنی ہو۔

عدالتیں انصاف میں غیر جانبدار اور اسلامی معیار کی پیروی کریں۔

15. شہریوں کی زندگی کی حفاظت اولین ترجیح ہو۔

حیات، عزت اور وقار کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے۔

16. مساوی مواقع اور سیاسی آزادی فراہم کی جائیں۔

ہر شہری کو ترقی، انتخاب اور سیاسی شرکت کے مواقع دستیاب ہوں۔

17. معاشرتی اصولوں کی پابندی لازمی ہو۔

صدق، عدل، اخلاقیات اور خیرات کی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔

18. معاشی سرگرمیوں میں انصاف اور شفافیت ہو۔

کاروبار، محنت اور سرمایہ کاری کے اصول اسلامی معیشت کے مطابق ہوں۔

19. اسلامی قانون اور بین الاقوامی قوانین میں توازن قائم ہو۔

بین الاقوامی تعلقات بھی شریعت کے اصولوں کے مطابق رہیں۔

20. میڈیا اور ابلاغ میں اسلامی اخلاقیات کی پابندی ہو۔

معلومات، اشتہار اور میڈیا مواد اسلامی اقدار کے مطابق نشر ہوں۔

21. اسلامی تہذیب اور ثقافت کو فروغ دیا جائے۔

عالمی سطح پر پاکستان کو اسلامی معاشرت کا نمونہ بنایا جائے۔

22. عوام کی رائے اور جمہوری شراکت اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔

شہری مشاورت اور حکومت میں شمولیت شریعت کی رہنمائی میں عمل میں آئے۔